# ہر انسان دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے

(فرمودہ ۱۳- اکتوبر ۱۹۴۲ء) ؎۱

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا :-

انسانی زندگی سب کی سب وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ؎۲ کے ارد گرد چکر لگا رہی ہے لیکن انسان کی عادت ہے کہ جہاں وہ اپنی امنگوں اور اپنے ارادوں کو مستقبل سے وابستہ کر لیتا ہے وہاں وہ اپنے اعمال اور اپنے افعال کو حاضر پر محصور کر دیتا ہے۔ حالانکہ اگر ایک گاڑی کے دو گھوڑے ہوں اور دونوں میں سے ایک کو پیچھے کی طرف باندھ دیا جائے اور دوسرے کو آگے کی طرف باندھ دیا جائے تو یقینی بات ہے کہ وہ گاڑی یا ٹوٹ جائے گی یا گر جائے گی۔ اسی صورت میں گاڑی چل سکتی ہے، جب دونوں گھوڑے ایک طرف ہوں اسے تم مشرق کی طرف لے جاؤ یا مغرب کی طرف لے جاؤ، شمال کی طرف لے جاؤ یا جنوب کی طرف لے جاؤ، اس کا سوال نہیں، بہرحال جدھر بھی گھوڑے لگا دو ادھر گاڑی چلی جائے گی۔ چاہے وہ غلط طرف ہی کیوں نہ جائے۔ لیکن اگر ایک گھوڑے کو ایک طرف باندھ دیا جائے اور دوسرے گھوڑے کو دوسری طرف باندھ دیا جائے تو پھر وہ گاڑی کہیں بھی نہیں جائے گی بلکہ ٹوٹ جائے گی۔ انسانی منزل کے بھی دو گھوڑے ہوتے ہیں اور دونوں گھوڑے انسانی ترقی کے لئے یک جا باندھے جاتے ہیں ان میں سے ایک انسان کے عمل ہوتے ہیں اور ایک اس کی امنگیں اور خواہشیں ہوتی ہیں۔ عمل امنگ کو بڑھاتا ہے اور امنگ عمل میں زیادتی کرتی ہے اور اس طرح ہر قدم جو ایک گھوڑے کا اٹھتا ہے وہ دوسرے کے آگے بڑھنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ آخر امنگ کیا چیز

ہے، امید کیا چیز ہے، امید اپنے حال کو مستقبل میں اور آگے دیکھنے کا ہی نام ہے اور ان دونوں میں کوئی نہ کوئی نسبت قائم ہوتی ہے ورنہ یوں تو ہر ایک شخص کے دل میں امنگ ہوتی ہے مگر ایک امنگ والے کو تم پاگل کہہ دیتے ہو اور دوسرے امنگ والے کے متعلق کہتے ہو کہ وہ بڑا باہمت اور ہوشیار ہے۔ ایک طالب علم کالج میں پڑھتا ہے، اسے امنگ ہوتی ہے کہ میں ایک دن بڑا فلسفی بنوں گا اور تم اسے دیکھ کر کہتے ہو، یہ طالب علم بڑا ہونہار اور ذہین معلوم ہوتا ہے، اس کے ارادے بہت اونچے ہیں۔ وہ تاریخ پڑھ رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے میں ایک دن بڑا مؤرخ بنوں گا، تمہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مؤرخ بنے گا یا نہیں، مگر تم کہتے ہو یہ طالب علم بڑا ہونہار ہے ہو سکتا ہے کہ کسی دن بڑا مؤرخ بن جائے۔ کیونکہ تم اس کے عمل کو دیکھتے ہو اور جب تمہیں دکھائی دیتا ہے کہ وہ تاریخ اچھی طرح پڑھ رہا ہے تو تم قیاس کرتے ہو کہ اس کی یہ امنگ بھی درست ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دن مؤرخ بن جائے حالانکہ اس کی امنگ اور عمل میں اس وقت بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مگر چونکہ وہ امنگ اس کے عمل کے مطابق ہوتی ہے اس لئے گو اس کی امنگ تو مستقبل کے متعلق ہے تو ایسی چیز کے متعلق جس کا وجود ابھی ظاہر نہیں مگر چونکہ وہ اسی جہت کی طرف جارہا ہے جس جہت کی طرف اس کا عمل جارہا ہے اس لئے تم کہتے ہو یہ بڑا ہونہار اور ہوشیار ہے۔

اسی طرح ایک اور طالب علم کالج میں حساب پڑھتا ہے اور کہتا ہے میں ایک دن بڑا مہندس بنوں گا۔ تم پروفیسروں کے ساتھ اس کے تعلقات کو دیکھتے ہو، تم اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی روح کو دیکھتے ہو، تم اس محبت کو دیکھتے ہو جو اسے حساب سے ہوتی ہے اور تم ان تمام باتوں کو دیکھ کر کہتے ہو یہ طالب علم بڑا ہونہار ہے واقعی کسی دن مہندس ہو جائے گا۔ ایک شخص فقہ کی کتابیں پڑھ رہا ہوتا ہے، ان کے مطالعہ میں مصروف ہوتا ہے استاد کی باتوں پر غور کرتا ہے فقہ کے متعلق مختلف نوٹ لکھتا رہتا ہے اور کہتا ہے میرا ارادہ کسی دن بہت بڑا فقیہہ بننے کا ہے تم ایسے شخص کو پاگل نہیں کہتے بلکہ تم کہتے ہو یہ شخص بڑا ہوشیار اور ہونہار ہے اس لئے کہ وہ قدم اسی طرف اٹھا رہا ہے جس طرف اس کی منزل ہے اور گو نظر اس کی آگے کی طرف ہے (اور نظر ہمیشہ آگے ہی ہوتی ہے) مگر چونکہ اس کا قدم اسی طرف اٹھ رہا ہے جس طرف اس نے جانا ہے اس لئے تم کہتے ہو یہ ٹھیک کہہ رہا ہے حالانکہ اس کے موجودہ مقام اور اس مقام میں جہاں وہ پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے بہت بڑا فرق ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہل چلا رہا

ہوتا ہے اور کہتا جاتا ہے میں ایک دن بڑا مہندس بنوں گا تم فوراً اسے دیکھتے ہی کہہ دیتے ہو یہ شخص پاگل ہے۔ آخر یہ فرق کیوں ہے؟ اس کی منزل بھی دور ہے اور اس کی منزل بھی دور ہے مگر ایک کو تم پاگل کہہ رہے ہو اور دوسرے کو ہونہار اور ہوشیار قرار دیتے ہو۔ فرق یہی ہے کہ ایک کا قدم مشرق کی طرف اٹھ رہا ہے مگر وہ جانا مغرب کی طرف چاہتا ہے اور دوسرا جس طرف جانا چاہتا ہے اسی طرف اپنا قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ گویا ایک کی امنگ اور طرف جا رہی ہے اور عمل اور طرف جا رہا ہوتا ہے مگر دوسرے کی امنگ اس طرف جا رہی ہوتی ہے جس طرف اس کا عمل جا رہا ہوتا ہے اگر اس کا عمل ایک طرف اور امنگ دوسری طرف تو تم کہہ دیتے ہو یہ شخص پاگل ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ اس کا مستقبل نظر نہیں آتا اس بناء پر ہم کسی کو پاگل نہیں کہتے بلکہ پاگل ہم اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی امنگ اور ہے اور عمل اور ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہوتا ہے جس کا مستقبل اسی طرح نظر نہیں آتا جس طرح پہلے کا مستقبل نظر نہیں آتا مگر ہم کہتے ہیں وہ بڑے حوصلوں والا ہے، بڑے ارادوں والا ہے بلکہ ہم کہہ دیتے ہیں "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" گویا ہم اس کی تصدیق کرتے، اس کے جذبات کو پسند کرتے اور اس کے آئندہ مستقبل کے متعلق خود بھی امیدیں کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں جدھر اس کا قدم اٹھ رہا ہے ادھر ہی اس کی امید جا رہی ہے۔ لیکن ایک شخص جو جاتو بٹالے کی طرف رہا ہو اور کہتا یہ ہو کہ میں دریائے بیاس پہنچ جاؤں گا تو ہم کہیں گے یہ شخص پاگل ہے۔ گویا ہم کسی کو اس کی امنگ کی وجہ سے پاگل نہیں کہتے بلکہ امنگ اور عمل کے فرق کی وجہ سے پاگل کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم میں نصیحت فرماتا ہے کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اس بات پر غور کرے اور دیکھے کہ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اس نے غد کے لئے کیا بھیجا ہے اور اس کا عمل اس کی امنگ کے مطابق ہے یا نہیں۔ پھر فرماتا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ [3] تمہارے جو آئندہ کے متعلق امیدیں اور ارادے ہیں ان کے بارہ میں تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ ان امیدوں اور تمہارے عمل میں کوئی مطابقت ہے یا نہیں۔ غد آخر آج سے ہی پیدا ہوگا غد غد سے پیدا نہیں ہوگا۔ مستقبل کیا ہے؟ مستقبل حال کا بچہ ہے اگر حال کا قدم اور طرف اٹھ رہا ہے تو لازماً مستقبل بھی اسی حال کے مطابق ہوگا۔ گدھی کا بچہ آخر گدھا ہی ہوگا شیر نہیں ہوگا اور شیر کا بچہ شیر ہی ہو سکتا ہے گائے یا بکری نہیں بن سکتا۔ پس

فرمایا وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ تم جو بڑی بڑی امنگیں کرتے ہو ہم تمہیں ان امنگوں سے منع نہیں کرتے۔ اگر وہ تمہارے عمل کے مطابق ہیں تو بے شک کرو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ نِیَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ خَیۡرٌ مِّنۡ عَمَلِہٖ [4] جس شخص کے دل میں ترقی کے متعلق کوئی امنگ نہیں کوئی خواہش اور امید نہیں وہ ایک ذلیل اور ناکارہ وجود ہے۔ اگر ایک شخص کے عمل ناکافی ہیں مگر اس کے باوجود یہ امید نہیں رکھتا کہ وہ کل اپنے خدا کو پالے گا تو اس کے متعلق ہم یہ نہیں کہیں گے کہ وہ بڑا نیک ہے بلکہ ہم کہیں گے وہ بے ایمان ہے۔ نیک ہم اس کو کہیں گے جس کا آج کا عمل بے شک کمزور ہو مگر اس کے دل میں یہ امید ہو کہ اگر آج وہ اپنے خدا سے نہیں ملا تو کل اس سے جا ملے گا۔ وہ آج نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور دوسری نیکیوں میں حصہ لیتا ہے مگر اس کے باوجود اگر اسے آج خدا نہیں ملتا تو وہ مایوس نہیں ہو جاتا بلکہ کہتا ہے کل میں اپنے رب کے پاس جا پہنچوں گا۔ گویا ہر وقت اس کے دل میں ایک امنگ اور امید تازہ رہتی ہے اور تھوڑے سے عمل کے باوجود خدا تعالیٰ سے ملنے کی تڑپ ہر وقت اس کے دل میں موجود رہتی ہے ایسے شخص کے متعلق ہم بے شک کہیں گے کہ وہ نیک ہے۔ لیکن اگر یہ امنگ اس کے دل میں نہیں پائی جاتی تو ہم اسے اچھا نہیں کہیں گے۔ تو مستقبل کے متعلق امیدیں رکھنا ترقی کی ایک کلید ہے جو شخص مستقبل کے متعلق کوئی امید نہیں رکھتا وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس حقیقت یہی ہے کہ نِیَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ خَیۡرٌ مِّنۡ عَمَلِہٖ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے یعنی وہ جتنا کام کرتا ہے آئندہ اس سے زیادہ کام کرنے کی نیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی راستہ پر جا رہا ہو اور اس کی اپنے پیروں پر نظر ہو تو لازماً وہ ٹھوکریں کھائے گا اسی طرح اگر وہ پیچھے کی طرف دیکھے گا تب بھی ٹھوکریں کھائے گا۔ کیونکہ ٹھوکر کی چیز آگے ہوتی ہے مگر جو آگے کی طرف دیکھتا ہے وہ ہر قدم کے اٹھانے سے پہلے اگلی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور کہتا ہے یہ بھی ٹھوکر کی جگہ ہے وہ بھی ٹھوکر کی جگہ ہے اور بعد میں چاہے اس کی آنکھ کسی اور طرف ہو اس کے دماغ کے پیچھے جو علم جاری ہو گا وہ اسے بتا رہا ہو گا کہ اتنے فاصلہ پر ٹھوکر کا مقام ہے چنانچہ جب بھی وہ اس مقام پر پہنچے گا سنبھل جائے گا اور ٹھوکر کھانے سے محفوظ ہو جائے گا۔ تو امیدیں انسانی ترقی کے لئے ایک نہایت ہی ضروری اور لازمی چیز ہیں ہاں جو امیدیں عمل کے مطابق نہ ہوں وہ انسان کی تباہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ مگر کتنے لوگ ہیں جو اس اصل کے مطابق چلتے ہیں۔ دنیا میں اکثر ایسے ہی لوگ ہیں جو ایسی امیدیں

کرتے ہیں جو ان کے عمل کے مطابق نہیں ہوتیں یا ان کے دلوں میں امنگیں تو ہوتی ہیں مگر ان امنگوں کو ان کے اعمال سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی اور یا پھر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے دلوں میں کوئی امنگ ہی نہیں ہوتی اور اس طرح وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ جس شخص کے دل میں امنگ نہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور جس کی امنگ اس کے عمل کے مطابق نہیں وہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ امیدوں کو تم چھوڑو نہیں بلکہ غد کے متعلق تم ہمیشہ امیدیں لگاؤ اور ان کے مطابق عمل بھی کیا کرو۔ اور اگر آج تم امیدیں لگا بیٹھتے ہو اور ان کے مطابق عمل کرتے ہو تو تمہیں پھر بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مستقبل تمہارے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ پس جس کے ہاتھ میں مستقبل ہے تم بھی اسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دو تاکہ وہ مستقبل تمہاری امیدوں اور خواہشوں کے مطابق بنا دے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو اپنا بنا لو گے تو تمہاری امنگ اور تمہارا عمل دونوں یکساں ہو جائیں گے۔ یہ نہیں ہو گا کہ تمہارا عمل کہیں پڑا رہے اور تمہاری امنگ کہیں بھاگی جا رہی ہو۔

(الفضل ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۳، ۴)

۱ فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔
۲ الحشر: ۱۹
۳ الحشر: ۱۹
۴